www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قسط نمبر ۴ آخری

مولانا حکیم محمد عبد الغفور رمضانپوری بہاری

ترجمہ بامحاورہ از پروفیسر حافظ ثناء اللہ خاں ایم اے

حوری ابتداری

مفید الاحناف

سوال:۔ رفع یدین سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ نہیں۔ ردّ المختار صـ ۶۸۴ میں ہے:۔

و ما روی من الفساد شاذ ا ہ — رفع یدین سے نماز خراب ہوجانے کی روایت شاذ ہے۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"ویتفرع علی ھذا القول ما ذکر فی بعض الکتب ان الصلوٰۃ تفسد برفع الیدین عند الرکوع و عند السجود وھو قول شاذ مردود کما فی فتح القدیر والحلیۃ والبزازیۃ وغیرھا اھ"

بعض کتابوں میں اسی قول کی بنا پر ذکر کیا گیا ہے کہ رکوع وسجود کے وقت رفع یدین سے نماز فاسد ہوجاتی ہے حالانکہ یہ قول شاذ اور مردود ہے جیسا کہ فتح القدیر، حلیہ اور بزازیہ وغیرہ میں ہے۔

اور بھی عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"منھم من صرح بان رفع الیدین فی اثناء الصلوٰۃ مفسد وقد عرفت انہ قول شاذ مردود فلو حد دالتحریمۃ مع رفع الیدین ایضا فالحکم ھو ما ذکرہ فان رفع الیدین غیر مفسد علی القول الصحیح الذی لیس ما سواہ الا غلطا اھ"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حنفی فقہامیں سے ایک شخص ہے جس نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ رفع یدین درمیان نماز کے مفسد ہے۔ تم نے اس قول کو دیکھ ہی لیا ہے کہ یہ شاذ اور مردود ہے کیونکہ اگر تکبیر تحریمہ کے ساتھ از سر نو رفع یدین کر کے نیت باندھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو دورانِ نماز کیونکر ہوگی۔ پس یہی قول صحیح ہے اس کے سوا باقی غلط ہیں۔

تراجم حنفیہ میں لکھا ہے:

"والحق ان ھذہ الروایة التی رواھا مکحول شاذ لا یعتد بھا ولا بذاکرھا وممن صرح بشذوذھا محمد بن عبد الواحد الشھیر بابن الھمام فی فتح القدیر وذکر انه صرح بشذوذھا صاحب النھایة وفی حلیة المحلی شرح منیة المصلی لابن امیر حاج الفساد برفع الیدین فی الصلوٰۃ روایة مکحول النسفی عن ابی حنیفة وھو خلاف ظاھر الروایة ففی الذخیرۃ رفع الیدین لا یفسد منصوص علیه فی باب صلوٰۃ العیدین من الجامع ومشی علیه فی الخلاصة وھو اولی بالاعتبار اھ وفی البزازیة رفع الیدین فی المختار لا یفسد لان مفسدھا لم یعرف قربة فیھا اھ وفی السراجیة رفع الیدین لا یفسد وھو المختار اھ ـــــــــ!"

اور حقیقت تو یہ ہے کہ مکحول نے جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ شاذ ہے۔ اس روایت کا اور اس کے راوی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اس کے شاذ ہونے کی تصریح کی ہے ان میں سے محمد بن عبد الواحد المشہور بابن الہمام ہیں جنہوں نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے اور ابن ہمام نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ صاحب نہایہ اور ابن امیر حاج کی حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں اس کے شاذ ہونے کا بالتصریح ذکر موجود ہے کہ رفع یدین کے ساتھ نماز کا فاسد ہونا ابوحنیفہ سے مکحول نسفی نے روایت کیا ہے مگر یہ ظاہر روایت کے خلاف ہے پس ذخیرہ میں ہے کہ رفع یدین نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اسی سے دلیل لی گئی ہے باب صلوٰۃ العیدین میں اور اسی پر انحصار کیا ہے خلاصہ میں اور یہی قابلِ اعتبار ہے اور بزازیہ میں ہے کہ مذہب مختار میں رفع الیدین نماز کو فاسد نہیں کرتا اور سراجیہ میں ہے کہ رفع یدین مفسد نہیں ہے اور یہی مذہب مختار ہے۔

...سعایہ میں تحریر فرمایا ہے:۔۔۔۔۔۔۔

"واغرب بعض اصحابنا حیث ذھب الی انه لو رفع یدیه عند الرکوع فسدت صلاته وقد رده باحسن رد العلامة القونوی فی رسالته التی صنفها فی خصوص ھذہ المسالة۔"

اور ہمارے بعض اصحاب نے غریب بات کہی ہے جب وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص رکوع کے وقت رفع یدین کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علامہ قونوی نے اپنے اس رسالہ میں اس کا خوب رد کیا ہے جو انہوں نے صرف اسی مسئلہ کے بارے میں تصنیف کیا ہے۔

سوال:۔ جو مصلّی کہ ایک صف سے دوسری صف میں کھینچ لایا گیا آیا نماز اس کی فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔؟

جواب:۔ نہیں۔ درّ مختار میں ہے:۔

"ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلة من جذب من الصف فتاخر"

پھر اس شخص کی نماز کے فاسد نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جسے صف سے کھینچا گیا اور وہ پیچھے ہٹ آیا۔۔۔۔۔۔۔!

...ور ردالمحتار کے صفحہ ۵۹۶ میں ہے:۔

"وعبارة المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبه آخر فتاخر الاصح لا تفسد صلاته اھ۔۔۔۔۔۔۔؟"

اور عبارت مصنف کی منح میں موجود ہے جو انہوں نے اس بات کا ذکر کرنے کے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بعد درج کی ہے کہ اگر ایک نمازی دوسرے نمازی کو کھینچتا ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال:۔ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑے ہوئے نماز پڑھنے سے یا اندر نماز کے اس گھوڑے کے چھوٹ جانے پر اس کو پکڑنے کے لیے چند قدم چلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب:۔ نہیں۔ درمختار کے صفحہ ۶۵۵ میں ہے:۔

"مشى مستقبل القبلة هل تفسد ان مشى قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشى ووقف كذلك وهكذا لا تفسد وان كثر ما لم يختلف المكان وقيل لا تفسد حالة العذر اهـ"

نمازی کے قبلہ رُخ چلنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔ پس اگر وہ ایک صف کے برابر چلے اور پھر ایک رکن کی مقدار ٹھہر جائے پھر چلے اور پھر رک جائے تو اس طرح وہ جب تک جگہ نہ بدلے خواہ کتنا ہی چلتا جائے نماز فاسد نہیں ہوگی اور بعض کا خیال ہے کہ عذر کی حالت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

ردّ المختار میں ہے:۔

"أي وان كثر واختلف المكان لما في الحلية عن الذخيرة انه روي ان ابا برزة رضي الله عنه صلى ركعتين آخذا بقياد فرسه ثم انسل عن يده فمضى الفرس على القبلة فتبعه حتى اخذ بقياده ثم رجع ناكصا على عقبيه حتى صلى الركعتين الباقيتين قال محمد في السير الكبير وبهذا نأخذ الخ"

اگرچہ ایسا کئی مرتبہ ہوا اور جگہ بھی بدل گئی ہو اس روایت کے مطابق جو حلیہ میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ حضرت ابو برزہؓ نے اپنے گھوڑے کی باگ تھام کر دو رکعت نماز پڑھی تو وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گھوڑے نے قبلہ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ پس ابو برزہ رضی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے حتیٰ کہ اس کی باگ پکڑ لی پھر پچھلے پاؤں واپس لوٹے اور باقی ماندہ دونوں رکعتیں ادا کیں۔ امام محمدؒ نے سیر کبیر میں کہا ہے کہ ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سوال: نمازِ پنجگانہ میں جماعت واجب ہے یا نہیں ؟

جواب: واجب ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے :۔

"الصلوٰۃ بالجماعۃ سنۃ موکدۃ شبیھۃ بالواجب فی القوۃ اھ"

نماز باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے جو کہ قوت میں واجب کے مشابہ ہے۔

زاہر نفیسہ میں ہے :۔ ———

"الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب فی القوۃ حتی استدل بملازمتہا علی الایمان اھ"

نماز باجماعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے یعنی قوت میں واجب کے مشابہ ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ایمان کے ساتھ لازم وملزوم ہونے کی دلیل بھی اسی سے لی گئی ہے۔

جامع الدین کی شرح وقایہ میں ہے :۔ ———

"الجماعۃ سنۃ موکدۃ ای قویۃ تشبہ الواجب لا یرخص ترکھا الا من عذر اھ"

جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوی ہے اور واجب کے مشابہ ہے۔ بغیر کسی (شرعی) عذر کے اس کو چھوڑنے کی رخصت نہیں دی جاتی۔

مجتبیٰ شرح قدوری میں ہے :۔ ———

"واما اصحابنا فقد اختلفت الروایات عنھم فقیل انھا واجبۃ وقیل سنۃ مؤکدۃ غایۃ التاکید قلت والظاھر انھم ارادوا بالتاکید الوجوب اھ"

جہاں تک ہمارے اصحاب کا تعلق ہے ان کی روایات مختلف ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ جماعت واجب ہے اور بعض نے نہایت تاکید کے ساتھ سنت موکدہ کہا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے بھی تاکید سے واجب ہی مراد لی ہے۔

مجمع الانہر میں ہے :۔ ———

"الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ ای قریبۃ من الواجب حتی لو ترکھا اھل مصر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لقوتلوا و اذا ترك واحد ضرب و حبس ولا یرخص لاحد ترکہا الا لعذر منہ المطر و الطین و البرد الشدید اھ "
نماز باجماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی واجب کے قریب ہے پس اگر شہر والے اسے ترک کر دیں تو ان سے جنگ کی جانی چاہیے اور اگر کوئی فرد واحد چھوڑ دے تو اسے پیٹا جائے اور قید کیا جائے اور کسی کو عذر کے بغیر جماعت ترک کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مثلاً بارش، کیچڑ یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے۔

بحر الرائق میں ہے:۔

" الجماعة سنة موکدة ای قویة تشبه الواجب و الراجح عند اھل المذھب الوجوب و نقله فی البدائع عن عامة مشائخنا و ذکرھو وغیرہ ان القائل منھم انه سنة موکدة لیس مخالفا فی الحقیقة بل فی العبارۃ لان السنة الموکدۃ و الواجب سواء خصوصا ماکان من شعائر الاسلام و فی المجتبی الظاھر انھم ارادوا بالتاکید الوجوب لاستدلالھم بالاخبار الوارد ة بالوعید الشدید بترک الجماعة و فی القنیة و غیرھا یجب التعزیر علی تارکھا بغیر عذر و یاثم الجیران بالسکوت اھ "
جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوی ہے اور واجب کے مشابہ اور اہلِ مذہب کے نزدیک اس کا وجوب ہی راجح ہے اور ہمارے عام مشائخ سے اس کو بدائع میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس نے اور دوسروں نے ذکر کیا ہے کہ قائل حقیقت میں سنت مؤکدہ کا مخالف نہیں ہے بلکہ عبارت میں اختلاف ہے کیونکہ واجب اور سنت مؤکدہ برابر ہی ہیں خاص کر شعائرِ اسلام میں مجتبیٰ میں ہے کہ فقہاء نے نزدیک سے وجوب ہی کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ ان کے پیشِ نظر ان لوگوں کے لیے دلیل لانا مقصود ہے جو باوجود سخت وعید کے تارکِ جماعت ہیں اور قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بلا عذر تارکِ جماعت کو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سزا دینی چاہیے اور اگر ہمسائے چپ رہیں تو وہ بھی گنہگار ہوتے ہیں۔

اور منح الغفار میں ہے:

"الجماعة سنة موكدة اى قريبة تشبه الواجب فى القوة و قيل واجبة و عليه العامة اھ"

جماعت سنت مؤکدہ ہے یعنی قوت میں مشابہ ہے واجب کے اور اکثر فقہاء کا یہی عقیدہ ہے

اور زیلعی شرح کنز میں ہے:

"و فى العناية قال عامة مشائخنا انها واجبة و فى المفيد انها واجبة و تسميتها سنة لوجوبها بالسنة اھ هذا كله فى السعى المشكور لمولانا محمد عبد الحى"

اور عنایہ میں ہے کہ ہمارے عام مشائخ نے جماعت کو واجب کہا ہے۔ اور مفید میں ہے کہ جماعت واجب ہے۔ جماعت کا نام سنت رکھنے کی وجہ سنت میں اس کے واجب ہونے کا ثبوت ہے۔

اور عمدة الرعایہ میں ہے:

"الجماعة سنة موكدة هى التى تسمى بسنة الهدى و حكمها انه يثاب فاعلها و يلام تاركها بلا عذر مرخص و هذا احد الاقوال فيه و القول الثانى ان الجماعة مستحبة لكنه قول شاذ من دود لورود كثير من الاحاديث بالوعيد على التارك و من المعلوم ان تارك المستحبة غير ملام اھ و القول الثالث و هو انها واجبة و هو الذى رجحه صاحب البحر و الغنية و البدائع و المجتبى و نسبه السروجى و غيره الى عامة مشائخنا اھ ملخصا"

جماعت سنت مؤکدہ ہے اور یہ وہی ہے جس کو سنت ہدی کہتے ہیں یعنی جس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور بلا شرعی عذر ترک کرنے والے کو ملامت کی جاتی ہے اسی سلسلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ جماعت مستحب ہے مگر چونکہ تارکِ جماعت کے بارے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں بہت سی وعید کی احادیث آئی ہیں۔ اس لیے یہ شاذ اور مردود ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مستحب کا تارک ملامت نہیں کیا جاتا اور تیسرا قول یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اسی کو صاحب بحر الرائق، غنیہ اور بدائع نے ترجیح دی ہے اور سروجی وغیرہ نے اس قول کو ہمارے اکثر مشائخ سے منسوب کیا ہے۔

سوال: جماعت عورتوں کی مسنون ہے یا مکروہ و منسوخ؟

جواب: مکروہ یا منسوخ نہیں، چنانچہ فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد میں تحت حدیث ام ورقہ کے لکھا ہے:—

"ان هذا الحديث يدل على جواز امامة المرءة للنساء ومن يقول بكراهة جماعتهن يحمل الحديث على النسخ لكن ابن الهمام وغيره ينكرون تحقق الناسخ اه"

یہ حدیث عورتوں کے لیے عورت کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور جو شخص عورتوں کی جماعت کو مکروہ جانتا ہے وہ اس حدیث کو منسوخ سمجھتا ہے مگر ابن ہمام وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کا ناسخ ثابت ہی نہیں ہوتا۔

مولانا عبد العلی رحمہ اللہ نے ارکان اربعہ میں لکھا ہے:—

"وعلى هذا فدعوى الكراهة مشكلة لا بد لها من دليل وميل الشيخ ابن الهمام الى عدم الكراهة اه"

لہذا کراہت کا دعوے بغیر کسی دلیل کے مشکل ہے اور شیخ ابن الہمام تو اس کے عدم کراہت کے ہی قائل ہیں۔

اور ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے:—

"ولا علينا ان نذهب الى ذلك فان المقصود اتباع الحق حيث كان اه"

ہمارے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہم اس کے نسخ کی طرف جائیں۔ مقصد تو حق

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

کی اتباع ہے خواہ وہ کہیں ہو۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:۔

"ولا یخفی ضعفہ بل ضعف جمیع ما وجھوا الکراھۃ کما حققناہ فی تحفۃ النبلاء الفنا ھا فی مسئلۃ جماعۃ النساء و ذکر ھناک ان الحق عدم الکراھۃ کیف لا و قد امّت بھن ام سلمۃ و عائشۃ فی التراویح و فی الفرض کما اخرج ابن ابی شیبۃ و غیرہٗ و امت ام ورقۃ فی عھد النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بامرہ کما اخرجہ ابو داؤد اھ"

یہ مسئلہ خود ہی نہیں بلکہ اس کے متعلق حکم کراہت کے جتنے دلائل بھی فقہاً نے ذکر کیے ہیں۔ یہ سب واضح طور پر ضعیف اور کمزور ہیں جیسے کہ تحفۃ النبلاء میں جسے ہم نے عورتوں کی جماعت کے بارے میں تصنیف کیا ہے اس میں ہم نے تحقیق کی ہے اور اس رسالہ میں ہم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ سچ بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں اور ایسا کیوں نہ کہا جائے جب کہ بموجب روایت ابن ابی شیبہ وغیرہ حضرات ام سلمہؓ و عائشہؓ نے تراویح اور فرض میں امامت کی ہے اور عہد نبوی میں خود حضورؐ کے حکم سے ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے امامت کرائی ہے (بموجب روایت ابی داؤد)

سوال: قضاء نماز جہریہ میں جہرا فضل ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ نفع المفتی والسائل میں لکھا ہے:۔

"الذی یقضی الصلوٰۃ الجھریۃ منفردا فانہ مخیر بین ان یجھر و بین ان یسر والجھر افضل و ھو مختار السرخسی و فخر الاسلام و جماعۃ من المتاخرین و قال قاضی خان ھو الصحیح و فی الذخیرۃ ھو الاصح اھ و قال البرجندی ذکر فی الظھیریۃ و

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الذخیرۃ والخزانۃ والکافی ان الجھر فی قضاء الجھریۃ افضل اھ ——— !

جو شخص اکیلا ہو اور کسی جہری نماز (مغرب، عشاء، صبح) کی قضائی دے رہا ہو اسے قضا ہر دو طرح پڑھنا جائز ہے خواہ باآواز بلند پڑھے یا باآواز پست قراءت کرے۔ البتہ باآواز بلند پڑھنا اس کے لیے افضل ہے۔ سرخسی، فخر الاسلام اور متاخرین کی ایک جماعت نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ قاضی خاں نے کہا کہ باآواز بلند پڑھنا ہی صحیح ہے۔ ذخیرہ میں لکھا ہے کہ یہ مسلک زیادہ صحیح ہے۔ ظہیریہ، ذخیرہ، خزانہ اور کافی میں جہری نماز کی قضاء میں بقول برجندی بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے۔

سوال: اقتدا ساتھ مخالف فی الفروع کے جائز ہے یا مکروہ؟

جواب: جائز ہے۔ رد المختار ص۵۸۸ میں ہے:

"اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منہ ما یفسد الصلوٰۃ علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلف فی الکراھۃ اھ نقید بالمفسد دون غیرہ کما تری وفی رسالۃ الاھتداء فی الاقتداء لملا علی القاری ذھب عامۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انہ یجوز فی المراعی بلا کراھۃ وفی غیرہ معھا ثم المواضع المھمۃ للمراعاۃ ان یتوضا من الفصد والحجامۃ والقیء والرعاف ونحو ذلک لا فیما ھو سنۃ عندہ مکروہ عندنا کرفع الیدین فی الانتقالات وجھر البسملۃ واخفائھا فھذا وامثالہ لا یمکن فیہ الخروج عن عھدۃ الخلاف فکلھم یتبع مذھبہ ولا یمنع مشربہ اھ" !

مقتدی کو جب تک ایسے مسائل سے دوچار نہ ہونا پڑے جن کی بنا پر اس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے ایسے مقتدی کو کسی شافعی وغیرہ، جس سے اس کے اختلافات فروعی ہوں، کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس پر اجماع ہے۔ البتہ کراہت مختلف فیہ ہے الخ جیسے کہ عبارت سے واضح ہے۔ مصنف درالمختار نے نماز فاسد کرنے والے مسائل کی قید لگائی ہے کوئی اور قید نہیں لگائی۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ الاھتداء فی الاقتداء میں لکھا ہے کہ جب امام اختلافی مقامات میں احتیاط کرتا ہو تو اس کی اقتداء ہمارے اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے ورنہ نہیں۔ احتیاط سے مقصود یہ ہے کہ وہ قابلِ رعایت اختلافی موقعوں پر مقتدیوں کا لحاظ کرتے ہوئے اختلاف سے نکل جائے تو اس کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہوگی ورنہ جائز تو ہوگی لیکن مکروہ پھر قابل رعایت مقامات سے مراد فصد کرانے اور پچھنے لگوانے کے بعد وضوء، قے کرنے اور نکسیر وغیرہ کے بعد وضوء ہیں (جنہیں امام ضروری نہ سمجھنے کے باوجود مقتدیوں کی رعایت سے وضو کر سکتا ہے۔) لیکن وہ مقامات (جن میں وہ مقتدیوں کی رعایت نہیں کر سکتا۔) مراد نہیں کہ اس کے نزدیک سنت ہیں اور مقتدیوں کے نزدیک مکروہ۔ مثلاً نماز میں رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع الیدین کی تبدیلی، بسم اللہ کا بآواز بلند پڑھنا یا آہستہ پڑھنا۔ یہ اور ان جیسے دوسرے مواقع پر وہ مقتدیوں کی رعایت کرتا ہوا اختلاف سے نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے مذہب کی پیروی کرتا ہے اور اپنے مشرب سے نہیں روکا جا سکتا (یعنی اس صورت میں اس کی اقتداء مع الکراہت جائز ہوگی) الخ

سوال: کلمہ لا باس مستعمل مندوب میں ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ ردالمحتار ص۱۲۴ میں ہے:

"فكلمة لا باس وان كان الغالب استعمالها فيما تركه اولى لكنها قد تستعمل في المندوب كما صرح به في البحر" اه ما

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کلمہ لاباس (کوئی حرج نہیں) اگرچہ اکثر اوقات اس کا استعمال ایسے معنی میں لیا جاتا ہے کہ یہ کام نہ کرنا افضل ہے لیکن بعض اوقات ایسے کام کے متعلق بھی مستعمل ہوتا ہے جس کا کرنا بہتر ہو جیسا کہ بحرالرائق میں تصریح موجود ہے۔

سوال: رفع یدین چاروں تکبیرات نماز جنازہ میں ثابت ہے یا نہ؟

جواب: ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے:-

"یرفع یدیہ فی الاولی فقط وقال ائمۃ بلخ فی کلھا اھ۔"

صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے البتہ ائمہ بلخ کے نزدیک تمام تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:-

"وما فی شرح الکید انیہ للقھستانی من انہ لا یجوز المتابعۃ فی رفع الیدین فی تکبیرات الرکوع وتکبیرات الجنازۃ فیہ نظر اذ لیس ذلک مما لا یسوغ الاجتھاد فیہ بالنظر الی الرفع فی تکبیرات الجنازۃ لما علمت من انہ قال بہ البلخیون من ائمتنا اھ۔"

قہستانی کی شرح کیدانی کی عبارت "امام کی اتباع میں رکوع اور جنازے کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا جائز نہیں" محل نظر ہے کیوں کہ یہ ان مسائل سے نہیں جن میں اجتہاد جائز نہ ہو بلحاظ تکبیرات جنازہ کے موقعہ پر رفع یدین کرنے کے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ائمہ بلخ نے (رفع الیدین کا) فتوے دیا ہے۔

حسن شرنبلالی نے ص۲۰۳ حاشیہ درر میں لکھا ہے:-

"قولہ یرفع یدیہ فی الاولی فقط ھو ظاھر الروایۃ قولہ وعند الشافعی فی کلھا اختارہ کثیر من مشائخ بلخ کما فی التبیین اھ۔"

صرف پہلی بار ہاتھ اٹھائے ظاہر روایت یہی ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک تمام

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تکبیروں میں ہاتھ اٹھانے چاہییں اور بقول صاحب تبیین ائمہ بلخ میں سے اکثر علما نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

"قوله خلافا للشافعي وكذا لاحمد ومالك بل قال به ائمة بلخ من مشائخنا وهو رواية عن ابي حنيفة ايضا اه"

امام شافعی، احمد اور مالک اس کے خلاف ہیں بلکہ ہمارے ائمہ بلخ کا بھی یہی نظریہ ہے اور اس بارے میں امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت آتی ہے۔

سوال: نماز جنازہ میں بعد تکبیر اولی کے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: چاہیے۔ حسن شرنبلالی نے ص۲۰۳ حاشیہ درر میں لکھا ہے:

"قوله لا قراءة فيها الخ ـــــ وقال في الولوالجية ان قرأ الفاتحة بنية الدعاء لا باس به وان قرأها بنية القراءة لا يجوز اه اقول نفي الجواز فيه تامل لانا رأينا في كثير من مواضع الخلاف استحباب رعايته كاعادة الوضوء من مس الذكر والمرأة فيكون رعاية صحة الصلوة بقراءة الفاتحة على قصد القرآن كذلك بل اولى لان الامام الشافعي يفرضها في الجنازة فتامل"

صاحب ولوالجیہ کے نزدیک دعا کی غرض سے تو سورۃ فاتحہ جائز ہے لیکن قرارت کی غرض سے پڑھنا ناجائز ہے۔ میں کتا ہوں ناجائز کہنا غور طلب ہے کیونکہ ہم نے اختلافی مسائل کے بارے میں اکثر یہی دیکھا ہے کہ اختلاف سے بچ نکلنا مستحب ہے۔ مثلاً شرم گاہ کو ہاتھ لگانے اور عورت کو چھونے سے وضو کرنا۔ نماز کی صحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سورہ فاتحہ قرارت کی غرض سے پڑھنا بھی ایسا ہی ہو گا۔ بلکہ یہ بہتر ہے کیونکہ امام شافعی نماز جنازہ میں اسے فرض قرار دیتے ہیں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

"خلافاً للشافعیؒ فان عندہ یقرأ الفاتحۃ بعد التکبیرۃ الاولیٰ وھو الاقوی دلیلاً وھو الذی اختارہ الشرنبلالی من اصحابنا والف فیہ رسالۃ اھ ۔"

امام شافعی اس میں اختلاف رکھتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اور اس کی دلیل قوی ہے ہمارے علماء میں سے شرنبلالی کا یہی کہنا ہے اور اس نے اس بارہ میں ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔

اور تعلیق الممجد میں ہے:

"قالوا لو قرأ ھا بنیۃ الدعاء لا باس بہ ویحتمل ان یکون نفیا للزوم فلا یکون فیہ نفی الجواز والیہ مال حسن الشرنبلالی من متاخری اصحابنا حیث صنف رسالۃ سماھا بالنظم المستطاب لحکم القراءۃ فی صلوۃ الجنازۃ بام الکتاب ورد فیھا علی من ذکر الکراھۃ بدلائل شافیۃ وھذا ھو الاولیٰ لثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الخ ۔"

اگر بغرض دعاء پڑھ لے کوئی حرج نہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس کے لزوم کی نفی ہو (یعنی لاباس بلزوم کہ اسے لازمی قرار دینے میں کوئی مضائقہ نہیں) تو اس صورت میں جواز کی نفی نہ ہو۔ ہمارے متاخرین اماموں میں سے حسن شرنبلالی کا یہی خیال ہے۔ انہوں نے اس بارے میں ایک رسالہ جس کا نام "النظم المستطاب لحکم القراءۃ فی صلاۃ الجنازۃ بام الکتاب" اس رسالہ میں انہوں نے ان لوگوں کی تردید میں جو اسے مکروہ جانتے ہیں مسکت دلائل ذکر کیے ہیں اور یہی بہتر ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے صحابہ کے عمل سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔

(تمت بالخیر)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ